از ابو یوسف رضوانی ایم اے

مقامِ عزیمت اور اربابِ ہمم

اسلام اور ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انسانیتِ عظمٰی کی سرفرازی و سربلندی کے لیے ہزاروں احسانات کیے وہاں آزادیٔ فکر و عمل، جرأت و بے باکی، حق گوئی و رشاد اظہارِ حق پر دلیری اور بے خوفی اور ایمان و ایقان کی روشنی میں اپنے صحیح موقف پر ڈٹ جانے کا جذبہ بھی عطا فرمایا خواہ اس راہ میں رگِ حیات کا آخری قطرہ تک بہہ جائے۔ چنانچہ اسلام کی آمد اور رسالت کے ساتھ ہی ساتھ اہلِ ایمان میں حق کے لیے ڈٹ جانے اور جان تک قربان کر دینے کے بے شمار مظاہر ہماری تاریخ کے اوراق پر سنہری حروف میں لکھے ہوئے آج تک موجود ہیں۔

یہی صاحبانِ عزم و عزیمت اور اہلِ صبر و استقلال اور اربابِ ہمم تھے جن کے مقدس خون سے ملتِ اسلامیہ کی آبیاری ہوئی۔ ہم جب ان کے کارنامے ان کی مخلص زندگیاں، ان کے مضبوط ایمان، ان کے کردار و رفتار، عزم اور ان کے ناقابلِ شکست صبر و ضبط کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار ان کے لیے انسانیت کی طرف سے ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرنے کے لیے ضمیر بے قرار ہو ہو جاتا ہے۔ دراصل یہی لوگ زبدۂ کائنات اور شرفِ انسانی کے مشرف ترین پیکر، روشنی کے مینار، نسلِ انسانی کے محسن، دین و ملت کے سچے نقیب اور دین و دنیا کے بے لوث خطیب کہلانے کے مستحق ہیں۔ یہی لوگ تھے جو ظلمت و جہل اور جبر و قہر کے خلاف پہاڑوں کی طرح ڈٹ گئے اور بڑے بڑے آمروں اور ان کے قشونِ قاہرہ اور قلاع و سپاہ ان کے پائے استقلال کو جنبش نہ دے سکی۔ جسے حق سمجھا اسے برملا کہا، جسے کفر و طغیان اور غلط سمجھا اس کو مٹا کر چھوڑا۔ ان اللہ کے شیروں کی جوانمردی کو روباہی، منافقت، دجل و فریب، مجرمانہ خاموشی، عافیت کوشی، بزدلی اور کسی قسم

کا خوف اور بیم جان اظہارِ حق سے باز نہ رکھ سکا۔ یہی جذبہ تھا جس نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایک معمولی غریب الوطن حبشی غلام ہونے کے باوجود جابر و قاہر قریشی آقاؤں سے ٹکرا دیا وہ اس کے جسم و جان کو کربناک اذیتیں تو پہنچا سکے لیکن اس کی آوازِ حق، اس کی آزاد ضمیر، اس کے بے خوف نعرۂ اسلام اور اس کی ایمان پروری و دین پسندی کا جذبہ ختم نہ کر سکے بلکہ ہر سزا و عقوبت پر یہ عشق و جنون کی کارفرمائیاں ظالموں کو "مُوتُوْا بِغَیْظِکُمْ" کا پیغام دیتی رہیں گویا ؎

بڑھتا ہے ذوقِ جنوں یہاں ہر سزا کے بعد

درحقیقت اسی دلیری و بہادری میں رضائے حق اور بقائے دوام پوشیدہ ہے ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

یہ سب سے پہلی عزیمت و استقلال کی شمع جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جلائی اور کفر و طغیان کے اندھیروں کو اس طرح نابود کر دیا جس طرح رات کی تاریکی کو طلوعِ آفتاب کی اولین کرنیں پاش پاش کر دیتی ہیں۔ اہل کفر کی کون سی اذیت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جادۂ حق میں گوہِ گراں نہ تھی لیکن وہ خدا کا سچا رسول، عزم و رشادت کا پیکرِ جلیل اعلائے کلمۃ الحق کے لیے دعوت و عزیمت کا کون سا مقام تھا جس پر فائز نہ ہوئے۔ جناب مستطاب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے۔

"سب نبی ستائے گئے ہیں لیکن میں سب نبیوں سے زیادہ ستایا گیا ہوں"

مکہ مکرمہ (زاد اللہ شرفہا) کی تیرہ سالہ زندگی انتہائی پُر از مصائب، جاں گسل حوادث سے مملو، شدائد و مضائق سے لبریز۔ سارے ائمہ قریش بلکہ سارا عرب مخالف۔ سارا ماحول دشمن، سارے رشتے اور عزیز سے عزیز دوست سانپ اور بچھو اور بھیڑیوں کی طرح خونخوار، گالی گلوچ، مار پیٹ، ساتھیوں کی ہلاکت و جلا وطنی، کھیں معاشرتی مقاطع، اسیری و نظر بندی، طعن و تشنیع کے تیر، غرضیکہ ستم کی کون سی ادا تھی جو اس دُرِّ یتیم پر آزمائی نہ گئی۔ حتیٰ کہ کلمہ گو عورتوں اور بچوں تک کو انتہائی بربریت سے ہلاک کر دیا گیا جس سے حضورؐ کے

قلبِ اطہر پر شدید اثرات مرتب ہوتے ۔ آلِ یاسر میں سے حضرت سمیہ رضؓ کی لاتوں کو دو اونٹوں سے باندھ کر مخالف سمت میں چلا کر زندہ پھاڑ دیا گیا اور پھر عین حرم کعبہ میں کلمۃ الحق کی پاداش میں قتلِ انسانی کے ارتکاب سے صحنِ کعبہ کو رنگین کیا گیا ۔ لیکن کیا ان قہرمانیوں اور فتنہ سامانیوں سے کلمۃ الحق کا سلسلہ منقطع ہو گیا ؟ کیا اہلِ ہمم اور ارباب استقلال نے عزیمت کی راہ چھوڑ دی ؟ نہیں ! خدا کی قسم ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کا تصور بھی نہیں کیا گیا ۔ اس کے برعکس اس راہ میں جاں فروشوں کی تعداد بڑھتی ہی رہی تا آں کہ ہجرت اور جلا وطنی سے مکی زندگی کا دور ختم ہو گیا ۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضورؐ کی دس سالہ مدنی زندگی بھی پہلے سے زیادہ پُر از مساعی و اضطراب ثابت ہوئی ۔ کفر نے تین سو میل کی دوری پر بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا ۔ کئی بار خون کے دریا عبور کرنے پڑے اور اسی کے قریب غزوات و سرایا کی دفاعی مہمات پیش آئیں ۔

جناب مستطاب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صلحائے امت نے بھی اس جھنڈے کو کبھی سرنگوں ہونے نہیں دیا اور شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھنے میں دار و رسن کی منزلیں کبھی سدِ راہ نہ بن سکیں اور اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا عملی پیکر بنے رہے ۔

اور مقامِ شکر یہ ہے کہ عہدِ حاضر تک جو اگرچہ انتہائی دورِ فتن و شرور اور پُر از معائب و معاصی ہے ، یہ رسمِ شبیری اور رسمِ سرفروشی و جانبازی کا ایک تسلسل جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا ۔ صحابہ کی کثیر تعداد کے بعد تابعین ، تبع تابعین ، ائمہ و صلحاء نے بڑی بڑی جابر سلطنتوں اور آمروں کے دور کے ۔ حجاج بن یوسف جیسے کئی سفاک پیدا ہوتے لیکن اہلِ ہمم کی طرف سے حق گوئی و عزیمت کا چراغ جلتا ہی رہا ہے اور ہر فتنے کے دفاع کے لیے یہ طائفہ حق ہمیشہ سینہ سپر رہا ۔ فتنہ خلقِ قرآن کو عباسیہ کے چار خلفاء امام احمد بن حنبل رحؒ کی ایک جانِ ناتواں کو زیر نہ کر سکے ۔ حضرت امام مالکؒ بے پناہ مصائب

جھیلنے کے باوصف ایک مسئلہ میں بھی مداہنت سے مصالحت نہ کر سکے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اسیری میں اپنی جان جاں آفریں کے حوالے تو کردی لیکن حکم شاہی کی تکمیل کے لیے آمادہ نہ ہوئے امام ابن تیمیہؒ اپنی بے لاگ توحید اور مسائل حق کی وجہ سے ہمیشہ معتوب اورنگ خسروی رہے لیکن پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔

یہ جو حضور علیہ السلام نے وقت کے جابروں، قہرمان سلطانوں اور وقت کے قیصروں اور کسراؤں کے سامنے کلمۂ حق کو افضل الجہاد قرار دیا ہے کچھ یوں ہی نہیں۔ اس میں ہزار بصائر و عبر پوشیدہ ہیں۔ مجاہد تو میدان جنگ میں ایک ہی بار تیغ زنی سے جدبر آہوتا ہے لیکن کلمۃ الحق کا نقیب اپنی پوری زندگی جس کرب و بلا میں گزار کر زندہ رہتا ہے اس کا ایک ایک لمحہ شہادت سے تلخ تر ہوتا ہے۔

اس پاکباز طبقہ کے شاہین صفت مجاہد، تیغ و سنان اور قید و بند سے بے نیاز ہو کر اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اپنی قربانیاں پیش کرنے والے ارباب صدق و صفا، اہل عزم و عزیمت اور داعیان عدل و انصاف جو اس دور فتن و شرور میں بھی اس شمع محمدی کو بادِ صرصر سے بچانے کے لیے اور امت احمد مرسلؐ کو طغیان و گمراہی سے سیدھے راستہ کی طرف لانے کے لیے مصائب و شدائد کو صبر و سکون اور ضبط و تحمل سے برداشت کرتے ہیں۔ در اصل یہی لوگ صحیح وارثان ممبر و محراب اور وارثان رسول مقبولؐ ہیں۔ کامیابی انجام کار انہیں کا مقدر ہو چکی ہے۔ یہی لوگ اولوا العزم کہلانے کے مستحق ہیں دنیا کی امامت انہیں کا حق ہے۔ یہی زبدۂ انسانیت، یہی جوہر انسانیت، یہی محسنین امت اور یہی حق تعالیٰ کی خوشنودی کے مقام اعلیٰ پر فائز نظر آتے ہیں۔ ملت انہیں سلام کہتی ہے۔ مولانا محمد علی جوہر نے ایسے حق پرست کے متعلق کہا تھا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے